مکاتیب

(۱)

محترم جناب ابوعمار زاہد الراشدی صاحب

السلام علیکم

ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ کا اگست ۲۰۰۴ء کا شمارہ وصول ہوا۔ بے حد شکریہ

آپ کا اداریہ ''کلمہ حق'' بے حد پسند آیا۔ دینی مدارس کے علمی و تحقیقی کام کو اجاگر کرنے کی بے حد ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں دور حاضر کے مسلمان معاشروں کے لیے ان مدارس نے جو مثبت کردار ادا کیا ہے، وہ بھی تجزیاتی مطالعے کا متقاضی ہے۔ مدارس نے بعض خدشات کے تحت ''حفاظت دین'' کی جو پالیسی اختیار کی تھی، اب بہت سے مدارس اس دور سے باہر نکل رہے ہیں۔ ضرورت ہے ان کی اس جدوجہد سے لوگوں کو روشناس کرایا جائے۔ بے حد خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنے مقالے میں ان پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ ممکن ہو تو اس مقالے کو روزنامہ اخبارات میں بھی اشاعت کے لیے بھجوائیں۔

کبھی گوجرانوالہ آنا ہوا تو آپ سے شرف ملاقات کی کوشش بھی کروں گا۔

والسلام۔ نیاز مند

محمد خالد مسعود

(چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان)

(۲)

مکرمی و محترمی مولانا زاہد الراشدی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے اپنے گزشتہ خط میں جس تلخ نوائی کا اظہار کیا تھا، اس کا بنیادی مقصود آپ کو اپنے ان جذبات کے متعلق ذاتی طور پر آگاہ کرنا تھا جو میں حافظ عمار ناصر کے مذکورہ مقالہ کے متعلق محسوس کرتا ہوں، اسی لیے عام قارئین کی طرح

خط کے آخر میں، میں نے اس کی اشاعت کی درخواست ہرگز نہیں کی تھی اور میں بجا طور پر یہ خیال کرتا تھا کہ کسی حد تک سخت تنقید پر مبنی اس خط کو قابل اشاعت نہیں سمجھا جائے گا۔ مگر اگست ۲۰۰۴ء کے 'الشریعۃ' میں اس خط کو مدیر صاحب کی قینچی کے معمولی زخم کے بغیر من وعن شائع شدہ دیکھ کر مجھے جس قدر خوشگوار حیرت ہوئی، اس کا اظہار نہ کرنا بھی بخل کے مترادف سمجھتا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ میں اسے آپ کی صحافیانہ وسعت ظرفی کے علاوہ آخر اور کیا نام دوں؟

مولانا محترم! مجھے آپ کی علمی رفاقت کا دعویٰ تو ہرگز نہیں ہے، البتہ اگر میں یہ کہوں کہ کچھ عرصہ تک مجھے آپ سے 'ہم کاری' کا شرف ضرور حاصل رہا تو شاید یہ بات حقیقت سے بعید نہ ہوگی۔ اسلامک ہیومن رائٹس فورم کے پلیٹ فارم پر مغرب کے انسانی ونسوانی حقوق کے ملحدانہ تصور سے لے کر قانون توہین رسالت کے تحفظ اور رد قادیانیت جیسے بہت سے موضوعات ہیں جن پر اس پلیٹ فارم پر ہونے والی مشترکہ جدوجہد میں راقم بھی آپ جیسے اہل علم حضرات کے ساتھ شریک کار رہا ہے۔ اس پس منظر کو سامنے رکھ کر جب سوچتا ہوں تو اسے محض اپنی بدقسمتی سمجھتا ہوں کہ مجھے 'مسجد اقصیٰ' کے متعلق 'الشریعۃ' میں شائع ہونے والے مضامین پر اس شدت سے تنقید کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کاش کہ ہم فلسطین اور مسجد اقصیٰ کی تولیت اور حق ملکیت کے متعلق بھی وہ فکری اشتراک قائم رکھ سکتے جس کا اظہار دیگر متعدد موضوعات میں شامل حال رہا ہے۔

مولانا صاحب، مجھے یہ جان کر افسوس ہوا ہے کہ عزیزی حافظ عمار ناصر نے اپنے طویل مقالہ کو کتابی شکل میں شائع بھی کرا دیا ہے۔ کاش کہ وہ ایسا نہ کر پاتے۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے ان کے علمی سفر کو کس قدر مہمیز ملے گی، مگر میں ایک بات یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس سے اس مشن کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا جس کے لیے آپ نے زندگی بھر کاوش فرمائی ہے۔ مسجد اقصیٰ اور مسئلہ فلسطین جیسے امت مسلمہ کے حساس معاملات کے متعلق اس طرح کے متنازع فیہ اور قابل اعتراض مواد کی آپ جیسے علمی خانوادے کی طرف سے ایسی بے باکانہ اشاعت ہر اعتبار سے قابل افسوس ہے۔

مولانا محترم! 'الشریعۃ' آپ کی ادارت میں شائع ہونے والا ایک علمی مجلّہ ہے۔ اس میں شائع کیے جانے والے مضامین کے انتخاب کا آپ کو پورا حق ہے۔ مجھ جیسا کوئی بھی مضمون نگار 'الشریعۃ' میں اپنے مضمون کی اشاعت کو اپنا حق قرار نہیں دے سکتا۔ اس کے باوجود بھی میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ماہنامہ 'محدث' میں حافظ عمار ناصر کے مقالہ پر میری جو مفصل تنقید شائع ہوئی تھی، اسے آپ اگر ماہنامہ 'الشریعۃ' میں شائع فرما دیتے تو 'الشریعۃ' کے قارئین کو شاید تصویر کا دوسرا رخ دیکھنے کا موقع بھی مل جاتا۔ اگرچہ حافظ عمار ناصر نے اپنی جانب سے میری چند معروضات کے متعلق نام لیے بغیر اپنی طرف سے وضاحتیں پیش کر دی تھیں، مگر یہ 'وضاحتیں' قاری کے ذہن میں اس تاثر کے ابلاغ کے لیے قطعی طور پر ناکافی ہیں جو ہم پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس موضوع پر کتاب شائع کرنے سے قبل اگر یہ مضمون 'الشریعۃ' میں شائع کر دیا جاتا